تصوّف وسلوک

تزکیۂ نفس

ارشادات حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ

مرتبہ:- جناب محمد عبدالرشید صاحب
خلف الرشید خواجہ محمد نور بخش پھلن شریف

۱- لَئِن شَکَرتُم لَاَزِیدَنَّکُم (ابراھیم آیت ۷)

ترجمہ:- البتہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو اور زیادہ دوں گا۔

اے سعادت مند! چونکہ آپ کو حضرات اکابر کے طریقہ کا شوق حاصل ہوا ہے اس لئے چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اس طریقہ کی شرائط اور آداب کا خیال رکھ کر عمل کی کوشش کریں۔

اور اتباع سنّت اور بدعت سے اجتناب لازم جانیں۔ اس راہ کا مدار اسی مدار پر ہے۔

اور اقوال، افعال اور اخلاق میں حضرات دیندار علمائے کرام کے فتووں کے مطابق زندگی بسر کریں۔

اور حضرات صالحین کی سیرت کو اپنا شعار بنائیں اور فقرا کو دوست رکھیں۔

اور سونے، کھانے پینے اور بات کرنے میں اعتدال کی حد کو نگاہ میں رکھیں۔

اور کوشش کریں کہ سحری کے وقت اٹھنا ہاتھ سے نہ جائے۔ اور اس وقت تہجد کی نماز پڑھنا اور گریہ وزاری کرنا غنیمت جانیں۔

اور نیکوں کی صحبت کی طرف راغب رہیں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ "دین المرء دین خلیلہ" (آدمی کا دین اور طریقہ وہی ہوتا ہے جس دین پر اس کا دوست ہوتا ہے)

اور جاننا چاہیئے کہ آخرت کے طالب کو ترکِ دنیا کے سوا چارہ نہیں۔ اگر "ترکِ حقیقی" میسر نہ ہو تو "ترکِ حکمی" ضروری ہے تاکہ نجات کی صورت نکل آئے۔ اور "ترکِ حکمی" کا مطلب یہ ہے کہ "مالِ نامیہ" مویشیوں اور تجارت کے مال کی جس طرح شرعی کتابوں میں ہے خوشی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کریں اور زکوٰۃ ادا کرتے وقت محتاج رشتہ داروں، پڑوسیوں اور قرض داروں کا بھی خیال رکھیں۔

اور مال کو بے جا صرف نہ کریں۔ اور اسراف نہ کریں اور اسے لہو و لعب، زینت اور آرائش اور فخر و حرص کا ذریعہ نہ بنائیں۔ جب یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو مال مضرت سے نکل جاتا ہے اور دنیا، آخرت کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے۔ بعد دنیا منتج

ہی نہیں۔

اور یہ بھی جان لیں کہ نماز پنجگانہ دین کا ایک ستون ہے۔ اگر اسے قائم کر لیا تو دین قائم ہو گیا اگر اسے گرا دیا تو دین کو گرا دیا۔ لہٰذا کہ نماز مستحب وقت پر، ان آداب کے ساتھ جو فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں، با جماعت ادا کی جائے اور کوشش کریں کہ تکبیرِ اولیٰ حاصل ہو۔ اور اول صف میں جگہ مل سکے۔ ان امور میں سے کسی ایک کے ترک ہونے پر گریہ کریں۔

اس طریقہ کے کامل و مکمل شیخ کی صحبت حاصل ہونے تک اپنا وقت تلاوتِ قرآن مجید اور طاعت و وظائف جو حدیث شریف کی معتبر کتابوں سے ثابت ہیں، میں صرف کریں۔

اور اکثر اوقات کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کریں۔ اس کا باطن کی پاکی پر اثر ہوتا ہے اور اگر مقرر تعداد میں اس کلمہ کا ورد کیا جائے تو بھی گنجائش ہے اور وضو یا بغیر وضو کے ورد کیا جا سکتا ہے۔

بزرگوں کی محبت کو سعادت کا سرمایہ جانیں۔ سلوک کا مدار اس پر جانیں ؎

دادیم ترا از گنجِ مقصود نشاں گر ما نرسیدیم تو شاید رسی

(ہم نے تجھے مقصد کے خزانے کا پتہ دے دیا ہے تاکہ اگر ہم اسے حاصل نہیں کر سکے، تو شاید تو حاصل کر سکے)

(از مکتوبات معصومیہ ۱۴ دفتر اول)

۲۔ اگر دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی تو وہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری پر منحصر ہے۔

پس سعادت مند جوانوں اور ہوشمند طالبوں پر لازم ہے کہ ظاہراً و باطناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی کوشش کریں اور جو چیز اس پیروی کی دولت میں رکاوٹ بنے اس سے آنکھیں بند کر لیں اور دل کو اس کی طرف متوجہ نہ ہونے دیں۔ اور اس بات پر پختہ یقین رکھیں کہ اگر کوئی شخص ہزاروں فضائل اور خوارق رکھتا ہو مگر آپ کی پیروی میں سست ہو تو اس کی صحبت و محبت زہرِ قاتل ہے۔ اور اگر کوئی شخص فضائل و خوارق نہ رکھتا ہو مگر آپؐ کی پیروی میں پختہ ہو تو اس کی صحبت و محبت فائدہ مند تریاق ہے ؎

محال ست سعدی کہ راہِ صفا توان رفت جز در پئے مصطفٰےؐ

بقولِ شیخ سعدی نیکوں کے راستہ پر حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کے سوا چلنا ناممکن ہے۔

(مکتوب ۱۲۔ دفتر اول)

بزرگ حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ سے دریافت کیا گیا کہ حضرت! کیا اس سلوک کی راہ پر چلنے والے بزرگوں پر شیطان کی دسترس ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ سر اس راہ پر چلنے والے پر، جو فنا کی سرحد تک

نہ پہنچا ہو تب دسترس رکھتا ہے۔ جب وہ شخص غصہ میں ہوتا ہے۔ مگر اس راہ پر چلنے والا جو فنائے نفس تک پہنچ چکا ہو تو اسے غصہ نہیں آتا بلکہ غیرت آتی ہے اور اس سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ اور غیرت کی صفت اس شخص کے لئے مسلّم ہے جو اپنا رخ حق تعالیٰ کی طرف رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کو دائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہو اور سنت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث) کو بائیں ہاتھ میں تھامے ہوئے ہو اور ان دونوں کی روشنی میں سلوک طے کرنے والا ہو۔

(از مکتوب ۲۹- دفتر اوّل)

قرب الٰہی کے درجات کا حصول شریعت کی پیروی پر منحصر ہے۔ جو شریعت پاک کو چھوڑ دے گا وہ مقصد کو نہ پا سکے گا۔ بلکہ گمراہ ہو جائے گا۔

(از مکتوب ۲۹- دفتر اول)

جہاں تک شریعت کی پابندی کا دارومدار ہے اس میں عام وخاص دونوں برابر ہیں لہٰذا اہل شریعت، اہل طریقت اور اہل حقیقت کو شرعی فرائض کی بجا آوری اور شرعاً حرام کی ہوئی چیزوں سے بچے بغیر چارہ نہیں اور کوئی شخص بھی واجبات کے ترک کرنے اور شریعت کی منع کی ہوئی چیزوں کا ارتکاب کرنے سے معذور نہیں۔ ہر شخص احکام شرعیہ کا محکوم ہے اور کوئی بھی شریعت کے دائرہ سے باہر نہیں۔

(از مکتوب ۳۶- دفتر اول)

اللہ تعالیٰ نے وحی قطعی سے آخرت کی نجات کو شریعت حقانی کی پیروی پر منحصر رکھا ہے۔ اور اپنا قرب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔

(از مکتوب ۵۶- دفتر اول)

اہل سنت وجماعت کے قطعی عقائد میں یہ بات ہے کہ بندہ ہرگز اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتا کہ شرعی احکام کی بجا آوری اس سے ساقط ہو جائے۔ جو شخص اس عقیدے کے برخلاف عقیدہ رکھے وہ مسلمانوں کی جماعت سے نکل جاتا ہے.... لہٰذا اس وقت شریعت کی رسی کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور سنت مطہرہ کو دانتوں سے محکم پکڑیں۔

(از مکتوب ۷۳- دفتر اول)

۳۔ حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جو اکابر صوفیاء کرام میں سے ہیں، فرمایا ہے کہ جو شخص بدعتی سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال ضائع کر دیتا ہے اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکال لیتا ہے۔

(از مکتوب ۲۹- دفتر اوّل)

۴۔ صوفی جس وقت آپس میں امر معروف اور نہی منکر کا ذکر نہ کریں اور سستی سے کام لیں تو اس وقت میں خیر نہیں ہے۔

(از مکتوب ۲۹- دفتر اول)

۵۔ فقیری اور مسکینی سے نہ گھبرائیں اور رزق کی تنگی سے بوجھ محسوس نہ کریں۔

اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ (الرعد۔ آیت ۲۶)

ترجمہ:۔ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔

طالبانِ حق تعالیٰ کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے کام سے خوش و خرم رہیں بلکہ اس سے لذت حاصل کریں جو کچھ محبوب حقیقی سے آئے وہ محبوب ہے خواہ وہ "ایلام" (مصیبت اور دکھ) ہو یا "انعام" "نعمت" ہو یا "نقمت" (تکلیف)

(از مکتوب ۴۲۔ دفتر اول)

پس رزق کی فراخی اور اس کی تنگی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کسی کی طرف سے نہیں۔

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ (یونس آیت ۱۰۷)

ترجمہ:۔ اور اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا ہٹانے والا کوئی نہیں۔ اور اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اس کے فضل کو پھیرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں سے جسے چاہتا ہے اپنا فضل پہنچاتا ہے۔

(از مکتوب ۳۱۔ دفتر اول)

۶۔ چونکہ یہ جہان دارِ عمل ہے اور دارِ اجر مرنے کے بعد آنے والی زندگی میں ہے اس لئے (اس عمل کے جہان میں) نیک اعمال کے وظائف میں سرگرم رہیں۔ (کاہل اور سست ہرگز نہ بنیں) (از مکتوب ۵۰۔ دفتر اول)

۷۔ چند روزہ عمر، جس سے ملک ابدی ہاتھ میں آتا ہے بیہودگی میں صرف نہ کریں ؎

دائم ہمہ جا باہمہ کس در ہمہ کار میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

(ہمیشہ ہر جگہ، ہر ایک کے ساتھ، ہر کام میں اپنے دل کی پوشیدہ آنکھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھو یعنی ہر وقت دل متوجہ الی اللہ رہے کسی وقت بھی توجہ اُدھر سے ہٹنے نہ پائے)

۸۔ اندھیری راتوں کو اذکار کے وظائف سے روشن رکھیں۔ گریہ اور سحری کی استغفار کو غنیمت شمار کریں۔ ابھی عمر ہاتھ سے جارہی ہے اور کام کا موسم ختم ہو رہا ہے۔ اب کس عذر سے آج کا کام کل پر ٹالا جائے۔ آج کے لئے کل نہیں ہے (آج کا کام آج ہی کرنا ہوگا) اصل بات کی فکر کرنی چاہیئے اور "ظل" (سائے) سے "اصل" کی طرف آنا چاہیئے (یہ جہان سائے کی مانند ہے جو فنا ہو جائے گا۔ اگلا جہان اصلی ہے اور دائمی رہے گا)

فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؕ (الذریٰت۔ آیت ۵۰) (از مکتوب ۳۸۔ دفتر اول)

۹۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کا مقام دل ہے اس لئے دل کو پاکیزہ رکھنا چاہیئے۔ دل کی پاکیزگی ذکر الٰہی سے وابستہ ہے اور ذکر و فکر ہمیشہ کرتے رہنا چاہیئے اور باطنی سبق کو عزیز جانیں۔ (از مکتوبات ۹۰م دفتر اول)

۱۰۔ چونکہ ہر رنج والم جو پہنچتا ہے وہ بندے کے مقدر میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارادے سے پہنچتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی (قضا پر) رضامندی کے سوا اور کوئی چارہ اور راستہ نہیں۔" وظائف طاعت" بجالانے میں چست رہیں۔ بیماریوں اور مرضوں میں صبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کریں اور مخلوق میں سے کسی کو بھی درمیان میں نہ دیکھیں (یوں نہ سمجھیں کہ رنج و تکلیف پہنچانے والا کوئی اور شخص ہے) بلکہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانیں اور اس کے دور کرنے کے لئے دعا اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے سوا کوئی کسی کو نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے ارادے کے سوا کوئی ضرر دور کر سکتا ہے۔ راہ بندگی یہی ہے۔ (از مکتوب ۷۲۔ دفتر اول)

۱۱۔ طاعات اور عبادت کے بجالانے میں مردانگی دکھائیں اور کمر ہمت اللہ تعالیٰ کی خدمت (احکام الٰہی کی بجاآوری) کے لئے مضبوط باندھیں۔

آج کام کا دن ہے روزِ اجر آئندہ آنے والی زندگی میں ہے۔

"ادائے خدمت" (فرائض عبودیت کی بجاآوری) میں لذات کے طالب نہ بنیں۔ اگر لذت عطا فرمائے تو نعمت ہے اگر اللہ تعالیٰ نہ دے تو بھی طاعت کی بجاآوری سے نہ رکیں۔ سب شرعی احکام پر گامزن رہیں۔

بندگی سے مقصود محنت و مشقت ہے اور نفس و ہوا کی مخالفت درکار ہے عیش و راحت مقصود نہیں۔

طاعت کے بجالانے میں دل و جان سے کوشش کریں اور نجات کی امید (محض) اس کی رحمت سے جانیں اور طاعت کی بجاآوری بھی اس کی رحمت سے سمجھیں۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ عمل کرو اور استغفار بھی کرتے رہو۔ یہ ہے بندگی کا طریقہ۔

(از مکتوب ۹۳۔ دفتر اول)

۱۲۔ دین کے علم کے حاصل کرنے میں بڑی کوشش کریں نیز کوشش کر کے علم پر عمل بھی کریں۔

اور "ناجنس" اور "اہلِ تفرقہ" کی صحبت سے دور رہیں۔ اور "اہلِ بدعت" سے بھی کنارہ کریں اور بزرگ سے جو باطنی نسبت حاصل کی ہو اس کو معمور رکھیں۔ اور جو چیز اس کے برخلاف ہو اس سے بچیں۔

یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ بندے کا ظاہر احکام شرعیہ سے آراستہ ہو اور باطن مذکورہ نسبت سے معمور ہو۔

(از مکتوب ۱۰۹۔ دفتر اول)

۱۳۔ لوگ اس خسیس دنیا کی طلب میں بہت تکلیفیں اور رنج برداشت کرتے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طلب میں اس سے زیادہ محنت کرنی چاہئے۔

بزرگوں نے اس طلب میں بڑی بڑی ریاضتیں کی ہیں اور عمریں اس کے حصول کے لئے گزار دی ہیں ؎

اوحدی شصت سال سختی دید

تا شبے روئے نیک ، بختی دید

(یعنی بقول اوحدیؒ انہوں نے ساٹھ سال تک ریاضات و عبادات کی سختیاں اٹھائیں تب انہیں ایک رات نیک بختی کی سعادت حاصل ہوئی) (از مکتوبات - ۱۲۳ - دفتر اول)

۱۴۔ تم نے تہذیب اخلاق کے بارے میں نصیحتیں طلب کی ہیں۔

مخدوما! شریعت کی کتابیں اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری طرح اس بات کی کفیل ہیں۔ اس لئے سب امور میں روشن شریعت اور سنت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیشوا بنائیں۔ کیونکہ آخرت کی نجات اور قرب الٰہی کے درجات کا حصول اسی بات پر منحصر ہے۔ تعمیر اوقات میں بہت زیادہ محنت کریں وقت نہایت قیمتی ہے۔ وہ لایعنی اور بے ہودہ کاموں میں صرف نہ ہونے پائے۔ لوگوں کے ساتھ میل جول، بقدر ضرورت رکھیں ضرورت سے زیادہ لوگوں کی صحبت اس راہ میں مہلک درندہ ہے۔

رات کو عبادت کے لئے جاگنے اور سحر کے وقت گریہ و زاری کو غنیمت جاننا چاہئے۔

اور لذات فانیہ میں پھنسنے سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ باطن کو بے رونق اور مکدر کر دیتی ہیں۔

اور ہر شخص کے ساتھ خندہ روئی اور کشادہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے۔

اور امر معروف اور نہی منکر کو اچھی طرح انجام دینے سے دریغ نہ کریں۔

کھانے پینے، سونے اور گفتگو میں اعتدال کو مدنظر رکھنا چاہئے ؎

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید

نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

(یعنی نہ اتنا زیادہ کھاؤ کہ منہ سے قے کے ذریعہ نکلے اور نہ ہی اتنا کم کھاؤ کہ کمزوری سے تیری جان جاتی رہے)

اللہ تعالیٰ کی طلب میں مضطرب و بے آرام رہنا چاہئے۔ حضرت ابوبکر طمستانیؒ نے فرمایا ہے کہ تصوف اضطراب ہے جب سکون آگیا تو تصوف نہ رہا۔ محب کو محبوب کے بغیر قرار نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کے ساتھ الفت نہیں کرتا۔

بزرگ حضرات فرماتے ہیں کہ: مرید کو اس صفت کا موصوف ہونا چاہئے جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ (التوبہ، آیت ۱۱۸)

ؔ۵ یہ آیت شریف ان تین مؤمن و مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت بتاتی ہے جو سہل انگاری سے بلا عذر غزوۂ تبوک میں شریک ہونے کی سعادت سے محروم رہے تھے۔ غزوہ سے واپسی کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بات چیت کرنے کی ممانعت فرما دی تھی کوئی ان کو سلام کا جواب بھی نہ دیتا تھا۔ یہ بڑے پریشان تھے۔ رات دن گریہ و زاری کرتے تھے۔ باوجود فراخی کے زمین ان پر تنگ تھی۔ زندگی اتنی تنگ ہو گئی کہ موت سے زیادہ سخت معلوم ہوتی تھی پچاس دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔

ترجمہ:- یہاں تک کہ جب ان پر زمین باجود کشادہ ہونے کے تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں ان پر تنگ ہوگئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں۔ سوا اسی کی طرف آنے کے۔

جوانی کے ایام کو غنیمت جانیں اور جوانی کی قوت کو اللہ تعالیٰ کی خدمات میں صرف کریں۔ اگر مقدر میں بڑھاپے تک زندگی اور فراغت ہے تو خبر نہیں کہ اس وقت کچھ عمل ہوسکے گا یا نہیں۔ یہ حدیث آپ کے کانوں میں پہنچی ہوگی۔

شَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰہِ - فِی ظِلِّہٖ[۱]

ترجمہ:- وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو و نما پایا، اللہ تعالیٰ اس کو سایہ (پناہ) عطا فرمائے گا۔

بدعتی سے دور رہنا چاہیئے اور بدعت والے امور سے بالکل کنارہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نجات سنت کی پیروی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا مانگتے رہیں کہ وہ کامل بزرگ کی صحبت میں پہنچائے تاکہ استعداد کے جوہر کو جلا حاصل ہو۔ اور انسانی کمال ظہور میں آئے اور ناقص کی صحبت نہ دے کیونکہ ناقص سے کامل نہیں بن سکتا۔ اور سالک کی استعداد ضائع ہوجاتی ہے۔

(از مکتوب ۱۴۵ - دفتر اول)

۱۵- اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی اور خوش رہیں اور راہِ شریعت کو محکم پکڑیں اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پہ عمل کریں۔

پنج گانہ نمازوں کے مسجد میں اول وقت پر حاضر ہوں۔

اپنی والدہ اور سب حق داروں کی رضاجوئی کے لئے کوشش کریں۔

جوانی کے موسم کو غنیمت جانیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی والے کاموں کی بجاآوری میں پوری کوشش کریں اور جوانی کی قوتیں اللہ تعالیٰ کی رضا میں صرف کریں۔ بڑھاپے کے ایام میں کیا کام ہوسکے گا اس لئے جوانی کے ان ایام کو سستی میں نہ گزاریں۔ اور ان کو لہو و لعب میں نہ صرف کریں اور عیش میں نہ پڑیں کیونکہ عیش کا وقت آئندہ آنے والی زندگی میں ہے۔

---

[۱] یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث مسلم شریف میں یوں ہے:-

ترجمہ:: سات آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سایہ (پناہ) عطا فرمائے گا۔ اپنے سایۂ رحمت سے اس دن جس میں کوئی سایہ خدا کے سایہ کے سوا نہ ہوگا۔ ۱- منصف بادشاہ - ۲- اور وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں نشو و نما پایا - ۳- اور وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے - ۴- اور وہ دو شخص جو اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں۔ اسی محبت پر ملتے ہیں اور اسی سے علیحدہ ہوتے ہیں - ۵- اور وہ شخص جس کو کسی بڑے خاندان کی عورت (زنا کہ زنا فاحشہ) نے جو حسین و مالدار تھی (بری نیت سے) بلایا۔ اس شخص نے جواب دے دیا کہ میں تو خدا سے ڈرتا ہوں (اور برائی کا مرتکب نہ ہو) - ۶- اور وہ شخص جس نے صدقہ چھپا کر کیا یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی۔ کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا - ۷- اور وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور خوف الٰہی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے ::